رسالہ

کسب الکمال فی برکات رزق الحلال

تصنیف

فیض ملت علامہ رضوی مدظلہ العالی
شیخ القرآن والحدیث حضرت محمد فیض احمد اویسی شیخ الحدیث جامعہ اویسیہ رضویہ بہاولپور

باہتمام مولانا عطاالرسول اویسی

ناشر مکتبہ اویسیہ رضویہ سیرانی روڈ بہاولپور

القول الصوب
فی
ترک المسح علی الجراب

تصنیف

شیخ الحدیث والتفسیر فیض ملت

حضرت علامہ محمد فیض احمد اویسی صاحب

باہتمام

صاحبزادہ عطا الرسول اویسی

ناشر

مکتبہ اویسیہ رضویہ سیرانی روڈ بہاولپور پاکستان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ العلی الحق المبین والصلوٰۃ والسلام علیٰ امام الانبیاء والمرسلین وعلیٰ آلہ واصحابہ اجمعین

امّا بعد

یہ رسالہ برکاتِ رزقِ حلال ہدیۂ ناظرین ہے بالخصوص ان لوگوں کے لیے جو رزق حلال کے متلاشی ہیں اور وہ سمجھتے ہیں کہ دعا اور عبادت کی قبولیت کا دارومدار حلال روزی پر موقوف ہے۔

اس رسالہ میں ایک آیت اور چند احادیثِ مبارکہ اور حکایات اور چند ضروری مسائل ہیں وما توفیقی الا باللہ العلی العظیم۔

باب ۱

حلال طریقے سے روزی کمانا اور رزق تلاش کرنا ضروری ہے اللہ تعالےٰ نے اسکی بڑی تاکید کی ہے ارشادِ باری تعالےٰ ہے - یا ایھا الناس کلوا مما فی الارض حلالاً طیباً اور کھاؤ ان چیزوں میں سے جو اللہ تعالےٰ نے تمہیں بخشی ہیں حلال اور پاکیزہ۔

فائدہ: اس آیتِ مبارکہ میں اللہ تعالےٰ نے اپنے بندوں کو جس چیز کی تاکید فرمائی ہے وہ یہ ہے کہ زمین پر اللہ تعالےٰ نے اپنے بندوں کے لئے جو چیزیں پیدا فرمائی ہیں ان میں سے وہ چیزیں کھانے پینے اور اپنے استعمال میں لائی جائیں جو حلال بھی ہوں

اور پاکیزہ بھی یعنی پاک اور طیب پھر ان کے حصول کے لئے ذرائع و وسائل بھی وہی اختیار کیے جائیں جو حلال پاک اور جائز ہوں کیونکہ دین و دنیا اور آخرت کی بھلائی اور سعادت اسی میں پوشیدہ ہے۔ حلال کمائی کرنے والا سب کی نظروں میں محبوب اور پیارا ہوتا ہے اللہ بھی اسکو اپنا محبوب اور پیارا بناتا ہے اور وہ جو عبادت کرتا ہے اسے قبول فرما لیتا ہے۔

اَحَادیثِ مُبارکہ

۱۔۔۔۔۔ رسولِ اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے طلب کسب الحلال فریضۃ بعد الفریضۃ (رواہ البیہقی) اللہ کے فرض کے بعد حلال روزی حاصل کرنا فرض ہے۔

۲۔۔۔۔۔ صحیح مسلم کی ایک حدیث شریف کا خلاصہ یہ ہے کہ دعا اور عبادت کی قبولیت کا دارومدار حلال روزی کے حصول اور استعمال پر موقوف ہے۔ اسی لئے کہا جاتا ہے کہ دعا کے دو بازو ہوتے ہیں ① اکل حلال ② صدقِ مقال یعنی حلال اور پاکیزہ کمائی اور سچ بولنا۔

۳۔۔۔۔ رسولِ اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے کہ جس نے پاکیزہ کمائی کھائی اور سُنّتِ رسول کے مطابق عمل کیا اور لوگوں کو اپنی ایذارسانی سے امن میں رکھا وہ جنت میں داخل ہوگا۔

۴۔۔۔۔ جامع ترمذی ترغیب وترہیب اور مسندِ احمد میں حضورِ اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان اسی طرح ہے جب تم میں چار باتیں موجود ہونگی تو دنیا کے چھوٹ جانے سے کوئی حرج نہ ہوگا۔ ۱۔ امانت کی حفاظت ۲۔ بات کی سچائی اور حق گوئی ۳۔ اچھی عادت ۴۔ کھانے پینے میں پاکیزگی یعنی پاکیزہ روزی۔

۵۔۔۔۔۔ ترغیب وترہیب میں حضرت عبداللہ بن عباس فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے جب اس آیت کی تلاوت کی گئی یاایھا الناس کلوا

مما فی الارض حلالاً طیباً یعنی اے لوگو! تم زمین کی پیداوار میں سے حلال اور پاکیزہ چیزیں کھاؤ تو حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم آپ اللہ تعالےٰ سے میرے لئے دعا فرما دیجئے کہ وہ مجھے مستجاب الدعوات بنا دے یعنی میری دعا قبول کیا کرے تو آپ نے فرمایا کہ اے سعد حلال کمائی کھاؤ تو تم مستجاب الدعوات ہو جاؤ گے یعنی تمہاری دعا قبول ہو گی۔

فوائد :- ۱۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا عقیدہ تھا کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی ہر دعا مستجاب ہوتی ہے بلکہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ کو مستجاب الدعوات بنانا ثابت کرتا ہے کہ آپ مستجاب گر ہیں۔

۲۔ اختیار کُل بھی ختم الرسل صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کے لئے ثابت ہوا اور نہ حضور علیہ السلام ایسے دعا مانگنے سے انکار کرتے جس سے شرک کا وہم پیدا ہوتا ہے۔

۳۔ حلال رزق کی فضیلت تو خود واضح ہے

۶ ۔۔۔۔۔۔۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم فرماتے ہیں کہ قیامت کے دن بندے سے چار چیزوں کے بارے میں سوال پوچھا جائے گا (۱) عمر کہاں گنوائی؟ (۲) جوانی کہاں صرف کی (۳) مال کو کہاں سے کمایا (۴) جو علم سیکھا اس پر عمل کتنا کچھ کیا (ترمذی بیہقی)

۷ ۔۔۔۔۔۔۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ

"دنیا سبز اور شیریں ہے جو شخص حلال ذریعہ سے کماتا ہے اور مناسب اور جائز جگہ پر صرف کرتا ہے تو اللہ تعالےٰ اسے بہتر بدلہ دے گا اور اسے جنت میں داخل فرمائے گا"

اس حدیث شریف سے معلوم ہوا کہ قیامت کے دن جو سوالات ہوں گے

ان میں رزقِ حلال کے متعلق بھی سوال ہوگا اگر جواب مثبت ہوگا تو اللہ تعالےٰ راضی ہوگا۔ اور جنت میں داخل فرمائے گا۔

اسبابِ رزقِ حلال

حلال رزق کے اسباب بہت سے ہیں

فضائلِ تجارت

۱۔ رسولِ کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا اِنَّ اَطْیَبَ مَا اَکَلْتُمْ مِنْ کَسْبِکُمْ جو اپنے قوتِ بازو سے کما کر کھاتے ہوں وہ سب سے پاکیزہ روزی ہے۔

۲۔ صحیح بخاری میں ہے کہ اپنے ہاتھ سے کما کر کھانا سب کھانوں سے بہتر ہے اور اللہ کے نبی حضرت داؤد اپنے ہاتھ سے کما کر کھاتے تھے۔

۳۔ تجارت یعنی خرید و فروخت کے سلسلہ میں حضور صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اس بات کی تاکید فرمائی ہے کہ تجارت کرنے والے سچ بولیں اور اگر کسی چیز میں کوئی عیب یا نقص ہے تو برملا اسے بیان کریں اگر وہ ایسا کریں گے تو ان کے کاروبار میں برکت ہوگی۔

۴۔ صحیح بخاری میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ "اگر بیچنے والے سچ بولیں گے اور اپنی چیزوں کے عیب و نقص کو بیان کردیں تو ان کی تجارت میں برکت ہوگی"

فائدہ:۔ حلال روزی حاصل کرنے کے بہت سے طریقے ہیں ان میں تجارت کے علاوہ زراعت صنعت و حرفت اور ملازمت وغیرہ میں محنت و مزدوری کا

کوئی بھی طریقہ ہو اس میں اس بات کا خیال رکھا جائے کہ جو کلام بھی کیا جائے نہایت خلوص، امانت اور دیانت داری سے کیا جائے معاملات میں سچائی ہو اگر سچائی امانت اور دیانت کو اختیار کیا گیا تو کاروبار میں بھی برکت ہوگی اور اس طرح حاصل کیا ہوا رزق انسان میں سعادت پیدا کرے گا۔ اور وہ اس کے اور اس کے اہلِ خانہ کیلئے بھی باعثِ برکت ہوگا اور آخرت میں اسکے لئے نجات کا باعث بنیگا۔

فائدہ :۔ تجارت اس طریقے سے کی جائے کہ جو جائز حلال اور پاکیزہ ہو ان ذرائع کو استعمال کیا جائے جو خود حلال اور پاکیزہ ہوں۔ ان اشیاء کی خرید و فروخت کی جائے جو پاک اور حلال ہوں۔ نیز خرید و فروخت کے دوران اللہ کی یاد یعنی نماز وغیرہ کی سخت پابندی کی جائے۔ اور اللہ کو کثرت سے یاد کیا جائے۔ تو اسطرح انفرادی اور اجتماعی معیشت بہتر ہو جائے گی اور معاشرہ بھی خوشحال ہو جائیگا۔

فضائلِ محنت و مزدوری

مزدوری کر کے روزی کمانا ہی رزق حلال ہے اور اسی میں عظمت و بڑائی ہے

(۱) :۔ اللہ کے تمام نیک بندے رزق حلال محنت و مزدوری کر کے حاصل کرتے تھے بڑے بڑے انبیاء صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم تابعین، تبع تابعین، ائمہ دین محدثین اولیاء اللہ بزرگانِ دین اور صالحین نے مختلف کام کر کے روزی حاصل کی۔

(۲) :۔ رسولِ اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ساری زندگی محنت و مزدوری کر کے حلال روزی حاصل کی رسول اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دریافت کیا گیا کہ کونسی کمائی

پاکیزہ ہے آپ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ہاتھ کی کمائی یعنی کہ محنت اور ہر وہ سچی تجارت جس میں دھوکہ اور فریب نہ ہو۔"

(۳) :۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تم تجارت کو زیادہ پکڑو اس میں تمہاری روزی کے زیادہ حصے ہیں۔

فائدہ :۔ ایسا تاجر جو صداقت دیانت اور امانت سے کام کرتا ہے وہ اللہ کا دوست ہے اور وہ قیامت کے دن انبیاء صدیقین اور شہداء کی جماعت میں شامل ہوگا۔

خلاصہ :۔ یہ کہ حلال ذرائع سے حاصل کی ہوئی روزی دنیا میں انسان کے لئے خیر و برکت کا ذریعہ ہوگی اس کے سکون و اطمینان کا وسیلہ ہوگی اور آخرت میں رب کی رضا اور حصولِ جنّت کا ذریعہ ہوگی۔ اور جو لوگ رزق حلال کو اپنی تجارت کا زریں اصول بتاتے ہیں۔

(۴) :۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں۔

"التاجر الصدوق الامین مع النبیین والصدیقین والشہداء"

یعنی سچا امانتدار تاجر قیامت کے دن نبیوں صدیقوں اور شہیدوں کے ساتھ اٹھایا جائے گا۔

فضائلِ رزق حلال کی دیگر روایات

(۱) حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے کہ حرام کی کمائی

سے پرورش پایا ہوا جسم اس قابل ہے کہ اسے جہنم کی آگ میں جھونک دیا جائے "۔
ایک دوسری حدیث مبارکہ ہے کہ ایک لقمہ حرام کی بدولت چالیس دن کی عبادت قبول نہیں ہوتی۔

(۲) :۔ آپ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مزید ارشاد فرمایا کہ وہ شخص جو نہایت عجز و انکساری سے اور پریشان حالی میں خدا سے دعا مانگتا ہے لیکن اسکا کھانا حرام ہے اور اسکا پہننا حرام ہے پھر اسکی دعا کیسے قبول ہو سکتی ہے۔

درسِ عبرت

حضورِ اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ان ارشادات گرامی اور قرآنِ حکیم کے فرمان سے رزق حلال کی اہمیت واضح ہوتی ہے اور یہ معلوم ہوتا ہے کہ اسلام نے رزق حلال کو کتنی اہمیت دی ہے رزق حلال انسان کے معاشی نظام کا ایک بنیادی اصول ہے اسلام کو یہ بات قطعی گوارا نہیں ہے کہ کوئی شخص بغیر محنت کے کچھ حاصل کر لے، دوسروں کا حق مارے غلط طریقے سے یا دوسروں کا نقصان کر کے یا ان کا حق چھین لے، اور اپنی تجوریاں بھرتا ہے۔ سود کو اگر اسلام نے حرام اور خدا اور اس کے رسول سے جنگ قرار دیا ہے تو اسکی وجہ یہ بھی ہے کہ انسان محض سرمائے کی بدولت بغیر محنت کیئے دولت کماتا ہے اور وہ دولت جس کے کمانے میں خون پسینہ ایک نہ کیا جائے انسان کو اسکی کوئی قدر نہیں ہوتی اور وہ اس قسم کی دولت کو بے دردی سے اور بے دریغ لٹاتا ہے اور اس کے مصرف میں جائز اور ناجائز کی تفریق بھی نہیں کرتا جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ معاشرے میں متعدد برائیاں پھیلتی ہیں اور ہاتھ پاؤں ہلائے بغیر

دولت پیدا کرنے کے ناجائز اور غلط طریقے اختیار کرنے دوسروں کی مجبوری سے فائدہ اٹھانے اور وسائل پیداوار پر بغیر محنت کے قبضہ کر لینے کا رجحان فروغ پاتا ہے۔

(۳) :- حضور نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد مبارک ہے اَلْکَاسِبُ حَبِیْبُ اللّٰہ محنت کرنے والا خدا کا پیارا ہے

(۴) :- حضور نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ بھی ارشادِ گرامی ہے کہ کسی مسلمان کیلئے یہ مناسب نہیں کہ قیامت کے روز وہ اپنے چہرے پر گداگری کا داغ لیے ہوئے آئے۔ یہ بھی آپ ہی کا فرمان ہے کہ اوپر کا ہاتھ نچلے ہاتھ سے بہتر ہے اور یہاں بھی آپ نے سوال کرنے اور دوسروں کے آگے ہاتھ پھیلانے سے منع فرمایا ہے۔

حکایت

ایک صحابی نے آپ کے سامنے اپنی غربت کا ذکر کیا تو آپ نے اسے ایک کلہاڑی اور رسی دے کر فرمایا کہ جاؤ جنگل سے لکڑیاں کاٹ کر لاؤ اور بیچ کر اپنا رزق کماؤ۔

فائدہ :- گویا اسلام کے نزدیک حصول معاش کیلئے محنت کوشش اور جدوجہد کرنے کو اولیت حاصل ہے ایسے تمام ذرائع جو اسلام کے اس بنیادی تعلیم کی نفی کرتے ہوں حرام کے زمرے میں آتے ہیں کسب معاش کیلئے کوئی سا بھی پیشہ اختیار کیا جاسکتا ہے لیکن بنیادی شرط یہ ہے کہ وہ اسلام کی بنیادی تعلیمات کے منافی نہ ہو۔

بنیادی نقصان

جب معاشرے میں جائز و ناجائز کا امتیاز اٹھ جائے حلال و حرام کی تفریق ختم ہو جائے اور محض دولت کمانا ہی مقصود بن کر رہ جائے تو پھر وہ تمام برائیاں سر اٹھاتی ہیں جن کا ج

ہمارے معاشرے کو سامنا ہے یہ ذخیرہ اندوزی یہ اشیائے خوردنی میں ملاوٹ کا تباہ کُن رجحان یہ گراں فروشی ناجائز منافع خوری یہ رشوت دینے اور لینے کا رجحان جس کے ذریعے ناجائز کام نکلوائے جاتے ہیں راتوں رات امیر بن جانے کیلئے سمگلنگ اور گراں قیمت منشیات کی خرید و فروخت دھوکہ دہی کے ذریعے دوسروں کے حقوق اور مال و متاع پر قبضہ کرنے کے واقعات اور اسی نوع کی دوسری برائیاں یہ سب کیوں فروغ پا رہی ہیں کیوں ہمارا قانون اور ان کے انسداد اور قانون نافذ کرنے والے ادارے ان کے سامنے بے بس ہیں ۔ معاشرے میں یہ رجحان کیوں تقویت پکڑ رہا ہے کہ کوئی جائز کام بھی رشوت اور سفارش کے بغیر ممکن نہیں ہے عوام کا ایک بڑا طبقہ کیوں یہ سوچ اپنا رہا ہے کہ دولت کمانے کیلئے ناجائز ذرائع اختیار کئے بغیر چارہ کار نہیں ایسا کیوں ہوتا ہے کہ اچانک اور بلا سبب روزمرہ استعمال کی کوئی چیز بازار سے غائب ہو جاتی ہے ۔ رسد و طلب کا توازن درہم برہم ہو جاتا ہے عوام بلبلا اٹھتے ہیں کھلے بازار میں جو چیز ہاتھ نہیں لگتی بلیک اور چور بازاری میں وہ جتنی مقدار میں چاہیئے دستیاب ہو جاتی ہے یہ صرف اس لئے کہ ہمارے معاشرے میں رزق حلال کا تصور بڑی بُری طرح مجروح ہوا ہے حصول دولت کا ایک غیر صحت مند جذبہ مسابقت اس تیزی سے فروغ پا رہا ہے کہ حلال و حرام کی تمیز ختم ہوتی جا رہی ہے ۔

بددیانت تاجر طبقہ اشیائے خوردنی میں مضر صحت اجزاء کی ملاوٹ کر کے پوری قوم کی صحت کو برباد کرنے سے نہیں چوکتا ۔ ذخیرہ اندوزی کے ذریعے عوام کی جیبوں پر ڈاکہ ڈالا جاتا ہے ۔

ازالہ وہم :- رزق حلال کے معاملے میں ہم اس غلط فہمی کا شکار رہیں کہ صرف ثروت

ذخیرہ اندوزی، گراں فروشی، چور بازاری اور ملاوٹ سے ہی ہم رزق حرام کمانے کے مرتکب ہوتے ہیں حالانکہ کسبِ معاش کیلئے کوئی بھی ذریعہ اختیار کیا جائے اگر کوئی شخص اس کے تقاضے پورے نہیں کرتا اور وہ فرائض جن کی ادائیگی کے عوض اسے معاوضہ یا مشاہرہ دیا جاتا ہے اگر وہ پوری ذمہ داری اور دیانت داری سے ادا نہیں کرتا تو بھی رزق حرام کمانے کا مرتکب ہوگا۔

اگر ایک ملازم وقتِ مقررہ پر اپنا کام شروع نہیں کرتا اور اسے مقررہ وقت کے اندر مکمل نہیں کرتا تو جس وقت کا معاوضہ اس شخص نے وصول کیا ہے وہ اس کا مستحق قرار نہیں دیا جا سکتا یوں وہ رزق حرام کا مرتکب قرار پاتا ہے ظاہر ہے کہ کسبِ معاش کے سلسلے میں جو بھی شخص عوض و معاوضہ کے طے شدہ اصولوں سے انحراف کرتا ہے وہ اتنا ہی مجرم ہے جتنا ایک راشی ملازم ایک ذخیرہ اندوز تاجر اور ایک گراں فروش دکاندار ظاہر ہے یہاں دفتری ضابطوں کا اطلاق اتنا مؤثر ثابت نہیں ہو سکتا جتنا ذمہ داری کا احساس اور دنیا و آخرت میں جوابدہی کا خوف۔

مذہبی معلومات اس معاملے میں بڑی مددگار ثابت ہو سکتی ہیں ایک مسلمان کی حیثیت سے ہمیں رزق حلال کی اہمیت کو سمجھنا چاہیئے۔ اور حلال روزی کو کمانا اپنی زندگی کا محور و مرکز بنانا چاہیئے۔ اس کے بغیر کوئی نیکی خدا کے حضور قبولیت کا شرف نہیں حاصل کر سکتی۔

حکایت

:- ایک دفعہ حضرت عیسٰی علیہ السلام نے ایک نہایت عبادت گذار اور نیک بندے سے پوچھا کہ اے بندۂ خدا تو کسطرح گذر بسر کرتا ہے؟ اس شخص نے جواب دیا کہ میں سارا دن ساری رات

عبادت کرتا ہوں اور میرا بھائی میرے لئے کماتا ہے اور میں کھاتا ہوں حضرت عیسیٰ نے جواب دیا کہ اصل عبادت تیرا بھائی کرتا ہے۔

اس حکایت کا اصل مقصد یہ ہے کہ رزق حلال بھی عبادت ہے حضور اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی رزق حلال کمانے پر بہت زور دیا ہے۔ خطبۂ حجۃ الوداع کے موقع پر حضور اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تمہارے لئے دوسرے مسلمان بھائی کا خون مال اور عزت اسی طرح احترام اور عزت کے لائق ہے جسطرح یہ دن یہ مہینہ اور یہ جگہ قابلِ احترام ہے۔

حلال مال یہ ہے کہ آپ نے رشوت سے نہ کمایا ہو ملک وقوم کو نقصان پہنچا کر نہ کمایا ہو۔ ناجائز منافع کے طور پر نہ کمایا ہو۔ یعنی چیز کی اصل قیمت سے زیادہ دینا اور لینا دھوکہ دہی سے لینا اور ایسا مال جسپر آپکا کوئی حق نہیں مگر آپ کے پاس اماناً آیا اور آپ نے اسے کھا لیا۔

یعنی ملک اور قوم اور علاقے کی ترقی اور فلاح و بہبود کا پیسہ اور مال آپ کھا جائیں یا اپنے ذاتی فائدے کیلئے حاصل کریں تو وہ رزق حلال نہیں رہے گا اسلام نے زکوٰۃ کا نظام قائم کیا ہے تاکہ معاشرہ میں اعتدال رہے اور سود کو حرام قرار دیا کہ اس سے معاشرے میں بگاڑ پیدا ہوتا ہے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اس شخص کی کوئی عبادت قبول نہیں جو حرام کھائے گویا حرام مال کھانے کے بعد کسی قسم کی پارسائی اور نیکی قبول نہیں ہوتی بلکہ ضائع ہو جاتی ہے بلکہ مسلمانوں کو چاہیئے کہ وہ اسلام اور حضور کے فرمان کے مطابق ہر قسم کے ناجائز مال کو کھانا چھوڑ دیں اور اپنے پاکستان سے رشوت، کام چوری دھوکہ دہی اور فحاشی کا خاتمہ کریں۔

انتباہ:۔ جتنا خدا رسیدہ اولیاء کاملین رحمہم اللہ تعالیٰ گذرے ہیں اور بھی جتنا پیدا ہوں گے سوائے اکل حلال اور صدق مقال کے کمال کو نہیں پہنچے گویا اکل حلال اور صدقِ مقال ولایت میں پروانہ کے دو پر ہیں جبتک یہ نہ ہوں پروانہ نہ ہو سکے گی۔ گویا یہ دو عمل ولایتِ الٰہی کے اصل الاصول ہیں۔

خلاصہ یہ ہے کہ قبولیتِ اعمال کے لئے حلال کمانا اور کھانا ضروری ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ سے فرمایا کہ تم جانتے ہو کہ مفلس کون ہے؟ "کہا" ہم میں مفلس وہ شخص ہے جس کے پاس نہ روپیہ ہے نہ سامان۔ فرمایا "کہ میری امت میں وہ شخص ہے جو قیامت کے دن روزہ نماز اور زکوٰۃ لے کر آئے گا اور اس نے کسی کو گالی دی ہو گی اور کسی پر تہمت زناء لگائی ہو گی اور کسی کا مال خورد برد کر لیا ہو گا اور کسی کا خون کیا ہو گا اور کسی کو مارا پیٹا ہو گا پھر اس کو اس کے حسنات دیں گے اسی طرح دوسرے کو اسکی نیکیاں دی جائیں گی اگر وہ حسنات قبل حکم اخیر کے فنا ہو جائیں گی تو ان کی خطائیں لے کر اس شخص پر ڈال دی جائیں گی پھر اسے آتشِ جہنم میں پھینک دیں گے (مسلم)

اس حدیث میں دلیل ہے اس بات پر کہ حقوق العباد کا مواخذہ بہت سخت ہو گا کوئی یہ سمجھے کہ نماز روزہ اور زکوٰۃ بجالانے سے حقوق العباد کا مطالبہ نہ ہو گا، تو یہ غلط فہمی ہے بلکہ حقوق العباد سے متعلق مظالم کے عوض مذکورہ کی ساری حسنات (نیکیاں) مظلوم کو دی جائیں گی یہ خالی ہاتھ رہ جائے گا اور اگر حسنات باقی نہ رہیں تو مظلومین اور اہلِ حقوق کی سئیات (گناہ) اس کے گلے باندھ کر اس کو دوزخ میں ڈال دیں گے اس میں یہ بات ہے کہ حقوق العباد میں نہ عفو ہو گا اور نہ سفارش ہو گی

یہ اور بات ہے کہ اللہ تعالیٰ مظلومین کو راضی کر دے۔

ایک حدیث شریف میں فرمایا ہے سب سے بدتر درجہ میں قیامت کے دن وہ بندہ ہوگا جس نے اپنی آخرت دوسروں کی دنیا کے پیچھے تباہ کر دی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک شخص کا ذکر فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا ہے کہ جو سفر کرتا ہے پراگندہ بال غبار آلودہ ہے اپنے ہاتھ طرف آسمان کے کر کے کہتا ہے اے رب میرے اے میرے رب میری حاجت روائی کر مشکل کشائی فرما حضور فرماتے ہیں کہ جس کا کھانا پینا اور لباس حرام ہے اور حرام کے ساتھ وہ پرورش کیا گیا ہے ایسے شخص کی دعا کہاں سے قبول کی جائے (صحیح مسلم)

اس سے معلوم ہوا کہ مسلمان کا کھانا پینا اور لباس مالِ حلال سے ہونا چاہیئے تاکہ اس کی دعائیں رنگ لائیں مسلمان کو قبولیتِ اعمال کیلئے حلال کمانا اور کھانا ضروری ہے۔

عُلماء و مَشائخ سے اپیل

رزق حلال ہی روحانی ترقی کی کنجی ہے آپ حضرات دین واسلام کی کشتی کے ملاح کشتیبان ہیں اگرچہ اللہ تعالیٰ آپ حضرات کا رزق خزانہ غیب سے عطا فرما رہا ہے یہ بھی آپ پر اس کا خاص کرم ہے لیکن محض خلق خدا کی رہبری کے لئے کسی شعبۂ کسب حلال کو ظاہری طور ضرور ذریعہ بنائیں تاکہ اُمتِ حبیبِ خُدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم میں کسب حلال کی عادت پیدا ہو جائے آپ حضرات کی عزت وعظمت مسلّم ہے لیکن سادات انبیاء کاملین اولیا سالکین

سے یقیناً آپ کی عزت وعظمت بڑھ کر نہیں لیکن ان حضرات نے کسبِ حلال کو ذریعۂ معاش بنایا اگرچہ ہمارا عقیدہ ہے کہ ان کی نظر ہی خود کیمیا تھی کہ وہ مٹی پر ایک نگاہ ڈالتے تو مٹی سونا بن جاتی اسکے باوجود انہوں نے کسبِ حلال پر زندگیاں بسر کیں تفصیل کیلئے دیکھئے فقیر کا رسالہ ''کسب الانبیاء''

کسبِ معاش کے اسباب

فقیر کے سابق بیان سے ثابت ہوا کہ کسبِ معاش سے بڑھ کر اور کوئی عبادت نہیں اور آجکل تو مسلمان کسبِ معاش میں دوسری قوموں سے پیچھے نہیں ہر ملک اور ہر علاقہ میں مسلمان دنیوی امور میں کسبِ معاش کے شعبہ پر نمایاں نظر آتا ہے لیکن پھر اسمیں خرابی یہ ہے کہ کسبِ معاش میں شرعی امور کو مدِنظر نہیں رکھا جاتا دوسری قوموں کی طرح جیسے ہی دنیا ہاتھ میں آئے آئے ہی آئے حلال وحرام کا کوئی امتیاز نہیں اسی لئے فقیر اویسی غفرلہ اپنے مسلمان بھائی سے اپیل کرتا ہے کہ وہ معاش کے اسباب کے شرعی احکام اپنے شہر یا علاقہ کے کسی معتمد سُنّی عالمِ دین سے کسبِ معاش کے اصول سیکھیں جس شعبہ میں کام کرنا چاہتے ہیں اسکے شرعی احکام ذہن نشین فرمائیں مثلاً تجارت کا کام کرنا تجارت کے احکام ملازمت کرنی ہے تو اس کے احکام وغیرہ وغیرہ فقیر ذیل میں چند غلط اور حرام امور کی نشاندہی کرتا ہے انہیں پڑھ کر حرام روزی کمانے سے بچیں۔

ملاوٹ :۔ کھانے پینے یا دیگر اشیائے خوردنی میں ملاوٹ کر کے تجوریاں بھرنا خطرناک فعل ہے اسلئے کہ ملاوٹ شدہ اشیاء سے

انسانی صحت بُری طرح متاثر بلکہ لسبا اوقات ہلاکت کا موجب بن جاتی ہے ملاوٹ شدہ اشیاء کے استعمال سے بہت سے لوگ موت کے گھاٹ اُترتے دیکھے گئے۔ ملاوٹ کنندہ بھی ایسے ارتکاب سے ایک قسم کا قاتل ہے بلکہ زیادہ قابلِ سزا ہے۔

وَعِیدیں

۱۔ حضورِ اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایسے شخص کو مسلمانوں کی جماعت سے خارج کر دیا ہے

۲۔ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسولِ اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ایک شخص کے پاس سے گذر ہوا جو طعام بیچتا تھا۔ آپ نے اپنا ہاتھ اس میں ڈالا تو وہ ملاوٹ والی نکلی آپ نے فرمایا ہم میں سے نہیں ہے جو ملاوٹ کرتا ہے (سنن ابن ماجہ کتاب التجارات باب ۳۶)

۳۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غذا کے ڈھیر کے پاس سے گذرے اور آپ نے اپنا ہاتھ اس میں داخل کیا تو آپ کی انگلیوں کو نمی محسوس ہوئی آپ نے اس کے مالک سے پوچھا کہ یہ کیا ہے اس نے جواب دیا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ نمی بارش میں بھیگنے کی وجہ سے ہے آپ نے فرمایا کہ پھر تو نے اسے اوپر کیوں نہ رکھا (خریدنے سے پہلے) لوگ اسے دیکھ لیتے پھر آپ نے فرمایا جس نے ملاوٹ کی وہ ہم میں سے نہیں (سنن ترمذی کتاب البیوع باب ۷۲)

اس دوسری حدیث سے تو یہ بھی واضح ہوتا ہے کہ اپنی طرف سے ملاوٹ تو دور کی بات اگر کسی آسمانی یا ناگہانی آفت کی وجہ سے غلہ وغیرہ خراب

خراب ہو جائے تو غلے کے مالک کیلئے یہ جائز نہیں کہ وہ اوپر اوپر تو صاف ستھرا مال رکھ دے اور اس کی آڑ میں نیچے خراب مال رکھ کر فروخت کرے۔

ذخیرہ اندوزی

ناجائز طریقے سے روزی کمانے کا ایک ذریعہ ذخیرہ اندوزی ہے۔

ذخیرہ اندوزی کرنے والا نہایت سنگ دل اور بے رحم ہوتا ہے اس کی بے رحمی کا اس سے بڑھ کر اور کیا ثبوت ہو کہ وہ لوگوں کو بنیادی ضروریاتِ زندگی کیلئے سرگرداں اور مضطرب و پریشان دیکھے۔ اور اپنے پاس ان اشیاء کو ذخیرہ کر کے خزانے کے روایتی سانپ کی طرح اس پر پہرہ لگائے بیٹھا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایسے شخص کیلئے دنیا و آخرت میں سزا و عذاب کی وعید سنائی۔

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ کہتے ہوئے سنا آپ فرما رہے تھے کہ ذخیرہ اندوزی کر کے کھانے پینے کی اشیاء کی قلت کر دی اور مسلمانوں سے روک لئے اللہ تعالےٰ اسے کوڑھ اور تنگ دستی میں مبتلا کر دے گا۔ (سنن ابن ماجہ کتاب التجارات باب ۶)

کم تولنا

ایک شخص جب اپنی چیز کی پوری قیمت وصول کرتا ہے تو پھر اسے کسی قسم کا یہ حق حاصل نہیں کہ وہ اس چیز کو خریدنے والے کے حوالے کرنے سے گریز کرے۔

جو شخص کم تولتا یا ناپتا ہے وہ حقیقت میں بد دیانتی کا مرتکب ہوتا ہے اور اسطرح ناجائز ذریعے سے اپنی کمائی میں حرام کی آمیزش کر کے اپنے اوپر برکتوں کا دروازہ خود بند کر دیتا ہے ایسے شخص کیلئے قرآن کریم نے ہلاکت و بربادی کی وعید سنائی ہے۔

خرابی ہے گھٹانے والوں کی جب خود ماپ لیں لوگوں سے تو پورا بھر لیں اور جب لوگوں کو بھر کر دیں تو گھٹا دیں کیا وہ سمجھتے ہیں کہ اٹھائے نہیں جائیں گے ایک بڑے دن کیلئے جس دن سب لوگ اٹھ کھڑے ہوں گے (تمام جہانوں کے سب کے سامنے) جوابدہی کیلئے۔ (مطففین : ۱-۶)

ایسے لوگ کیوں نہ ہلاکت اور بربادی کو دعوت دیں جو خود کو ناپ تول کے وقت پورا پورا تولتے اور ناپتے ہیں یہ لوگ دوسروں کیلئے کم تولتے اور ناپتے ہیں یہ لوگ ایسا اس لئے کرتے ہیں کہ انہیں قیامت کے دن خدا کے حضور پیش ہو کر جواب دہی کا یقین نہیں ہوتا۔ وگرنہ اگر وہ صحیح مسلمان ہو اور انہیں یہ احساس ہو کہ انہیں ایک دن رب العالمین کے حضور پیش ہونا ہے تو وہ کبھی ایسا نہ کرتا۔

رشوت خوری

رشوت بہت سے جرائم کا مجموعہ ہے یہ بد دیانتی حق تلفی اور ناانصافی خود غرضی اور بدامنی پھیلانے جیسے ناقابلِ معافی جرائم پر مشتمل ہوتا ہے ہمارا معاشرہ اسوقت تک اسلامی نہیں کہلا سکتا جبتک کہ رشوت کا مکمل طور پر خاتمہ نہ کر دیا جائے اور اسوقت تک سچے مسلمان نہیں بن سکتے جبتک کہ

رشوت دینے اور لینے سے باز نہ آجائیں اللہ اور اسکے رسول کے احکامات میں رشوت کے کاروبار سے سختی سے منع فرمایا ہے قرآن کریم میں ارشاد ہوتا ہے ۔

"اور نہ کھاؤ آپس میں ایکدوسرے کا مالِ ناحق اور (بطورِ رشوت) نہ پہنچاؤ ان کو حاکموں تک کہ اس کے ذریعے تم ناجائز طور پر لوگوں کا کچھ مال ہڑپ کر جاؤ اور تم جانتے ہو" (بقرہ: ۱۸۸)

رسولِ اکرم فداہ روحی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے رشوت لینے اور دینے والے پر لعنت فرمائی ہے حضرت عبداللہ بن عمر سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے رشوت دینے اور لینے والے پر لعنت فرمائی ہے ۔

(مسند احمد بن حنبل ج ۲ : ۱۶۴)

رشوت چاہے کسی بھی نام سے لی یا دی جائے وہ رشوت ہی ہے نام بدلنے سے وہ حلال نہیں ہو سکتا چاہے اسے تحفہ کہہ کر پیش کیا جائے یا مٹھائی کہہ کر لی جائے ہر حال میں رشوت ہے ۔

بخاری شریف میں حضرت عمر بن عبدالعزیز کا قول منقول ہے

"وقال عمر بن عبد العزیز وکانت الھدیہ فی زمن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ھدیۃ والیوم رشوۃ"

(صحیح بخاری کتاب الہبہ باب ۱۱)

حضرت عمر بن عبدالعزیز فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں تحفہ تحفہ ہی ہوا کرتا تھا مگر آج کے دور میں یہ رشوت ہی ہے (اس تحفہ سے مراد وہ تحفہ ہے جیسے کسی غرض سے کسی صاحب اختیار کو پیش کیا جائے

اختیارات کا غلط استعمال

ملازم پیشہ طبقہ میں جو لوگ کچھ نہ کچھ اختیار رکھتے ہیں وہ عموماً اپنے اختیارات ناجائز فائدہ اٹھاتے ہوئے قوم و ملک کے قیمتی سرمائے کو گھن کی طرح چاٹ جاتے ہیں بڑے بڑے منصوبے اکثر اوقات اسی وجہ سے ناکام ہو جاتے ہیں کیونکہ ن کے لئے فراہم کردہ سرمایہ افسران کی آرام و آسائش پر خرچ ہو جاتا ہے اگر کسی فسر کو یہ سہولت ملی ہوئی ہے کہ وہ سرکاری یا دفتری امور کی انجام دہی کیلئے حکومت کی طرف سے فراہم کردہ گاڑی استعمال کرتا ہے تو دیکھا گیا ہے کہ وہ صاحب پنی نجی ضرورتوں کیلئے بھی استعمال کرتا ہے بیگم کو شاپنگ کرانی ہو یا پھر دوستوں کے ساتھ سیر و تفریح یا اور کوئی خالصتاً ذاتی نوعیت کا کام ہو سرکاری گاڑی استعمال کی جاتی ہے۔

اسی طرح اگر کسی کو کوئی اور سہولت حاصل ہے تو وہ ہر طرح سے کوشش کرتا ہے کہ اس سے جائز و ناجائز مفاد حاصل کرے یہ قطعاً ناجائز اور حرام ہے ملک و قوم کے سرمائے کو اسطرح ضائع کرنے کی کسی کو اجازت نہیں ہونی چاہیئے اس سے دوسروں میں بھی مفاد پرستانہ خیالات جنم لیتے ہیں اور دیکھا دیکھی میں دوسرے لوگ بھی اسی راہ پہ چل نکلتے ہیں۔

کام چوری

محنت و مشقت سے جو قومیں جی چراتی ہیں اور سہل پسند بن

جاتی ہیں وقت کی تلوار انہیں نیست و نابود کر دیتی ہے۔ یہی قانونِ فطرت ہے اور تاریخ سے ہمیں یہی سبق ملتا ہے کہ محنت و لگن سے کام نہ کر کے وقت ضائع کرنا نہ صرف فرد کیلئے نقصان دہ ہے بلکہ اس سے قوم و وطن کو بھی نقصان اٹھانا پڑتا ہے دفتروں میں عموماً یہ دیکھنے میں آیا ہے کہ اہل کار بیٹھے گپیں مار رہے ہوتے ہیں چائے نوشی کی جا رہی ہے یا پھر کسی اور طرح وقت ضائع کیا جا رہا ہے بلکہ اصل کام جو کرنے کا ہے یونہی پڑا ہوا ہے اس سے جہاں خود ایسے افراد کی صلاحیتوں کو زنگ لگ جاتا ہے وہاں ملکی اور ملی مفادات زنگ کی نذر ہو جاتے ہیں اسلامی معاشرہ میں اسکی قطعاً اجازت نہیں دی جا سکتی کہ جب ایک شخص اپنے وقت کا جو چھ سات گھنٹے ہیں پورا معاوضہ لیتا ہے اور کام صرف ایک دو گھنٹے کا کرتا ہے اور بعض اوقات تو کچھ بھی نہیں کرتا تو ایسے شخص کی کمائی کو کیونکر جائز قرار دیا جا سکتا ہے معاشرے کی اصلاح تب ہی ممکن ہو سکتی ہے جب ہر آدمی چاہے وہ مزدور ہو یا کارخانہ دار افسر ہو یا ماتحت ملازم اپنے فرائض دیانتداری سے انجام دیں اور اس میں کسی قسم کی سستی اور تساہل کا مظاہرہ نہ کریں

اسلام ہمیں محنت اور اپنے ہاتھ سے کمانے کی تلقین کرتا ہے اسلام نے کام کی عظمت کا درجہ بہت بلند رکھا ہے رسولِ اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے محنت کی کمائی کو سب سے افضل قرار دیا ہے

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ بہترین کمائی کمانے والے ہاتھ کی ہے جبکہ کام خلوص سے کیا جائے (مسند احمد بن حنبل ج ۳ : ۳۳۴)

اس حدیث شریف میں کام کی عظمت کے ساتھ ساتھ خلوص سے کام کرنے کی تلقین ہے یعنی کام کرنے والا اپنا کام نہایت دیانتداری سے انجام دے اور سستی سے کام کر کے کام چوری کا مظاہرہ نہ کرے۔

دراصل اسلام یہ نہیں چاہتا کہ کوئی شخص بغیر کسی مجبوری کے کام نہ کر کے معاشرہ پر بوجھ بن جائے ایک خوشحال اور فلاحی معاشرہ تب ہی تشکیل پا سکتا ہے جب ہر فرد محنت کرے اور مفت خوری سے دور رہے۔

گداگری

کام سے جی چرانا اور مانگے تانگے پہ گذارہ کرنے کی ایک صورت بھیک مانگنا بھی ہے ہمارے ملک میں گداگری کا کاروبار زوروں پر ہے اور بعض لوگ اسے انتہائی منظم کر کے چلا رہے ہیں۔

گداگری مسلم معاشرے میں ایک بدنما داغ کی حیثیت رکھتی ہے اس سلسلہ میں جہاں حکومت پر یہ فرض عائد ہوتا ہے کہ وہ اس لعنت کے خاتمہ کیلئے مؤثر اقدامات کرے وہیں عوام کی طرف سے بھی پیشہ ور بھکاریوں کی مکمل حوصلہ شکنی ہونی چاہیئے۔

اسلام میں اپنی ہاتھ کی کمائی سے اپنی ضروریات پوری کرنا اور اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کی بڑی فضیلت اور اہمیت بیان کی گئی ہے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مانگنے اور دستِ سوال دراز کرنے سے منع فرمایا ہے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دینے والے کے ہاتھ کو لینے والے کے

ہاتھ سے افضل قرار دیا ہے اور کسی مسلمان سے یہ توقع نہیں کی جا سکتی کہ وہ بغیر کسی مجبوری کے دستِ سوال دراز کر کے لینے والوں میں خود کو شامل کرے گی بلا ضرورت مانگنے والے کے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سخت وعید سنائی ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمر سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تقریر کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ اوپر والا ہاتھ نیچے والے ہاتھ سے زیادہ بہتر ہے اوپر والا ہاتھ دینے والے کا اور نیچے والا ہاتھ مانگنے والے کا ہوتا ہے

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ یہ بہتر ہے کہ ایک شخص جا کر لکڑیاں اپنی پیٹھ پہ لاد کر بیچے اور پھر اسمیں سے خرچ کرے اور لوگوں کے سامنے دست دراز کرنے سے بچ جائے اس سے کہ وہ کسی سے کچھ مانگے اور وہ اسے دے یا نہ دے کیونکہ اوپر والا ہاتھ نیچے والے ہاتھ سے بہتر ہے اپنے زیرِ کفالت افراد پر خرچ کرنے میں پہل کرو۔ (سنن ترمذی کتاب الزکوٰۃ باب ۲۰۸)

گداگری ایک ایسی عادت ہے کہ اس سے انسانی صلاحیتیں مردہ ہو جاتی ہیں یہ ان کے لئے سمِ قاتل ہے کیونکہ اس سے تمام اچھے اوصاف رفتہ رفتہ مٹ جاتے ہیں دل مردہ ہو جاتا ہے شرم و حیا ختم ہو جاتی ہے اور آدمی اپنے ماحول کیلئے وبالِ جان بن جاتا ہے اس لیے بھیک سے حاصل شدہ خوراک کو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دہکتا ہوا انگارہ قرار دیا ہے جو تمام اوصافِ حمیدہ کو جلا کر بھسم کر دیتا ہے۔

حضرت حبشی بن جنادہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

نے فرمایا ہے جس نے بغیر احتیاج اور ضرورت کے سوال کیا گویا وہ دہکتے ہوئے انگارے کھا رہا ہے۔ (مسند احمد بن حنبل ج ۴ : ۱۶۵)

اسلام صرف اشد ضرورت کی آدمی کیلئے کوئی اور چارہ کار نہ رہ گیا ہو مانگنے کی اجازت دیتا ہے بغیر مجبوری اور فقر و فاقہ کے مانگنا اسلامی تعلیمات کے خلاف ہے۔

حضرت انس بن مالک سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تین آدمیوں کے سوا اور کسی کے لیئے مانگنا جائز نہیں ہے ایک وہ آدمی جو شدید فقر و فاقہ میں مبتلا ہو دوسرا وہ آدمی جو قرض کی وجہ سے ذلیل ہو رہا ہو اور تیسرا وہ شخص جس پر خون بہا دینا لازم ہو۔

(مسند احمد بن حنبل ج ۳ : ۱۲۷)

ان ناگزیر حالات کے سوا کسی بھی ایسے شخص کیلئے مانگنا جائز نہیں ہے جو اللہ تعالٰی کی ربوبیت پر یقین رکھتا ہو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنا ھادی اور رہبر تسلیم کرے۔

الحاف کے معنی ہیں کس سے اصرار کرکے اور لپٹ لپٹ کر مانگنا کہ دوسرا آدمی مانگنے والے کے اصرار سے شرمندہ ہوکر اپنی جان چھڑانے کی خاطر کچھ دے ہی دے۔

اللہ تعالٰے نے انسان کو خوبصورت اور حسین بنایا ہے اور اس کے چہرے پر ایک ایسی رونق اور تابانی رکھدی کہ جس کے ذریعے وہ دوسری مخلوقات کو اپنا تابع فرمان بنائے ہوئے ہے اس کے ساتھ ساتھ اللہ تعالٰے نے انسانی چہرہ میں ایک طرح کا رعب بھی رکھ دیا ہے لیکن جب اسی چہرہ کو دوسروں کے سامنے ذلیل

خوار کرنا شروع کر دیا جائے تو اسکی رونق تازگی اور رعب ختم ہو جاتا ہے بھیک مانگنے سے چہرے پر لعنت اور پھٹکار برستی ہے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس نے لوگوں سے سوال کیا اور اسکے پاس اتنا مال ہے جو اُسے کافی ہو تو قیامت کے دن اسکا چہرہ مانگنے کی وجہ سے خراش زدہ ہوگا۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین نے پوچھا یا رسول اللہ اسے کتنا کفایت کرے گا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ پچاس درہم یا اُن کی قیمت سونے سے۔ (سنن ترمذی کتاب الزکوٰۃ باب ۲۲)

حضرت سمرۃ بن جندب سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سوال کرنا زخم ہے آدمی اس کے ذریعے اپنے چہرے پر زخم لگاتا ہے سوا اس کے کہ آدمی حاکم سے سوال کرے یا ایسی حالت میں کہ جس سے چارہ نہ ہو۔ (سنن ترمذی کتاب الزکوٰۃ باب ۳۸)

مجبوری کی حالت میں مانگنے کی اجازت ہے یا پھر آدمی اپنے سرپرست اور حاکم وقت سے سوال کر سکتا ہے کیونکہ حاکم وقت بھی ایک طرح سرپرست ہوتا ہے اور اس سے سوال کرنا جائز ہے۔

حرام کمائی کی مذمت

حرام کی کمائی نہ صرف خود اپنے لئے روحانی اور مادی طور پر نقصان دہ ہوتی ہے بلکہ اس سے معاشرے میں بھی بُرائیاں جنم لیتی ہیں ایک مسلمان کو یہ شایان شان

نہیں کہ وہ اپنے آپ کو مسلمان اور مومن کہلائے کے ساتھ ساتھ حلال اور حرام میں
کوئی تمیز روا نہ رکھے اور جو چیز جہاں سے اور جس طرح سے ملے اسے لے لے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا کہ لوگوں میں ایک ایسا زمانہ آئے گا کہ آدمی مال لیتے وقت یہ نہیں دیکھے گا کہ آیا وہ حلال میں سے ہے یا حرام میں سے۔ (بخاری کتاب البیوع باب)

ایسا وقت یقیناً عذابِ الٰہی کو دعوت دینے والا ہوگا اور اسوقت خدا کے عذاب سے بچنے کا کوئی چارہ نہ ہوگا۔

حرام مال میں کسی طور بھی برکت نہیں ہوتی اور وہ اکثر حرام جگہ ہی خرچ ہوتا ہے ہم غور نہیں کرتے ورنہ اگر دیکھا جائے تو حرام کمائی باعثِ پریشانی ہی بنتی ہے اس سے آدمی کا سکون وچین ختم اور اطمینانِ قلبی رخصت ہوجاتا ہے آج کے انسان کو ہر وقت جو ذہنی تفکرات بے چین رکھتے ہیں ان کی بنیادی وجہ مالِ حرام ہوتی ہے اس کے مقابلے میں حلال کمائی میں اللہ تعالےٰ بہت ہی برکت عطا فرماتا ہے حلال کمائی سے اگر آدمی کھائے پیئے اور پہنے تو اس سے اسے روحانی مسرت اور شادمانی حاصل ہوتی ہے۔ اسکی عمر میں برکت ہوتی ہے اور نیکیوں کو بارگاہِ ایزدی میں قبولیت حاصل ہوتی ہے۔ حلال مال آدمی کو پکا اور سچا مسلمان و مومن بنانے میں اپنا بھرپور کردار ادا کر کے اسے معاشرے کا ایک اہم اور قیمتی سرمایہ بنا دیتا ہے۔

بخاری شریف میں ہے کہ حضرت نعمان بن بشیر سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ بلاشبہ حلال بھی ظاہر ہے اور حرام بھی ظاہر ہے۔ اور دونوں کے درمیان مشکوک چیزیں ہیں جن کو بہت

سے لوگ نہیں جانتے پس جو شخص ان مشتبہ چیزوں سے بچ گیا اس نے اپنا دین اور آبرو بچالی اور جو شخص ان مشتبہ چیزوں میں پڑ گیا جو پڑے گا وہ حرام میں مبتلا ہوگا۔ جیسا کہ چرواہا جو اپنا ریوڑ کھیت کے باڑھ کے پار چرائے گا تو اسکی بکریاں کھیت میں چرنے لگیں گی۔ خبردار بلاشبہ ہر بادشاہ کی ایک باڑھ ہوتی ہے اور بلاشبہ اللہ کی باڑھ وہ چیزیں ہیں جو حرام ہیں۔

خبردار جسم میں ایک ایسا ٹکڑا ہے اگر وہ درست ہو تو سارا جسم درست ہوتا ہے اگر وہ خراب ہو جائے تو سارا جسم خراب ہو جاتا ہے اور وہ ٹکڑا دل ہے۔

رزقِ حرام کی سزا

حرام کمائی میں نحوست و بے برکتی کے علاوہ دنیا میں طرح طرح کی پریشانیوں اور ذلتوں میں مبتلا ہونا پڑتا ہے۔ کبھی بیماریاں اور کبھی جھگڑے اور فسادات ناجائز مقدمات بیماریوں کے جائز و ناجائز اخراجات وغیرہ

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ”ما اصاب من مصیبۃ فبما کسبت ایدیکم ویعفو عن کثیر“ وہ جو تمہیں مصائب وغیرہ پہنچتے ہیں وہ تمہارے اپنے اعمال کی وجہ سے ہیں اور اللہ تعالیٰ بہت سی باتوں کو معاف فرماتا ہے۔

اور آخرت کی سزا تو اس سے اور سخت ہے یہ تو وہی جانتے ہیں جو قبور میں ایسی سزائیں بھگت رہے ہیں (فقیر کی تصنیف اخبار القبور تفصیل سے پڑھیئے) یا پھر میدانِ حشر میں سب کو معلوم ہوگا

رزق میں برکت کے وظیفے

مفصل وظیفے تو فقیر نے رزق کے وظیفے میں درج کر دئے ہیں

یہاں چند مختصر وظائف شمار کر رہا ہیں ۔

(۱) طبرانی اوسط میں حضرت ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ناقل ہے کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس شخص کو اللہ تعالیٰ اپنی نعمتوں کا لباس پہنائے تو اس کو لازم ہے کہ حمد و ثناء میں زیادتی کرے جس کے گناہوں میں زیادتی ہو تو استغفار کرے اور جو تنگدست ہو تو لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم کا ورد کرے۔

(۲) احمد ابو داؤد اور ابن ماجہ حضرت ابن عباسؓ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے استغفار کو اپنا روزمرہ کا ورد بنا لیا تو خداوند کریم اس کو ہر تنگی سے چھٹکارا دیتا ہے اور اس کی ہر مصیبت کو دفع کرتا ہے۔ اور ایسے ذرائع سے اس کو رزق دیتا ہے جو اس کے وہم و گمان میں بھی نہیں ہوتے۔

پہلی حدیث میں حضور اقدس فداہ روحی نے مسلمانوں کی تین حالتوں کا ذکر کر کے موقع موقع کی تعلیم فرمائی۔

پہلا تو وہ شخص ہے جس کو پروردگار عالم نے اپنی نعمتیں عطا فرمائی ہیں اور ظاہر و باطن خوشحال کیا ہے لہٰذا اس کو تو اپنے منعم حقیقی کی شکر گزاری اور مدح کی ہدایت کی گئی۔

دوسرا اگرچہ ظاہری ثروت سے بے فکر ہے مگر ارتکاب معاصی میں اول اول درجہ کا تمغہ پائے ہوئے ہے اس کے حسب حال حکم ہوا کہ اپنے گناہوں کی مغفرت مانگا کرے۔

تیسرا بیچارہ روٹیوں سے محتاج ہے تو اس کو وہ چیز عطا فرمائی کہ اگر بتوجہ اس پر عمل در آمد کرے تو چند روز میں روٹیوں سے بے فکر اور مالا مال ہو جائے مگر

حدیث نمبر دوم سے معلوم ہوا کہ استغفار ایک ایسی بے بہا نعمت ہے کہ جس
طرح وہ ایک عاصی کے حق میں ذریعہ حصول مغفرت ہے اسی طرف ایک
تنگدست اور مصیبت زدہ کے حق میں ذریعہ حل مشکلات و ترقی رزق ہے۔
اس لئے یہ ہر دو قسم کے اشخاص کے واسطے نعمت غیر مترقبہ ہے۔ اب رہے
صیغہائے حمد و ثناء و استغفار۔ سو حمد و ثناء میں سب سے اعلیٰ درجہ کی تسبیح یہ
چار کلمات ہیں۔ سبحان اللہ والحمد للہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر
کیونکہ کلماتِ مذکور اکثر احادیث صحیحہ کے موافق خدا کے نزدیک تمام
کلاموں سے افضل اور قاری کے لئے قیامت کے دن محافظ اور
باقیات صالحات کے ہیں اور استغفار میں معمولی استغفار یہ ہے۔

أَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ رَبِّي مِنْ كُلِّ ذَنْبٍ وَّأَتُوبُ إِلَيْهِ

اور

أَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ الَّذِي لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّومُ
وَأَتُوبُ إِلَيْهِ

اور

اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِي وَتُبْ عَلَيَّ إِنَّكَ أَنْتَ التَّوَّابُ
الرَّحِيمُ

جن میں سے بعض کے نزدیک آخری تیسری استغفار سب سے بہتر ہے اور
سید الاستغفار کے کلمات یہ ہیں۔

اللّٰهُمَّ أَنْتَ رَبِّي لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ خَلَقْتَنِي وَأَنَا عَبْدُكَ
وَأَنَا عَلٰى عَهْدِكَ وَوَعْدِكَ مَا اسْتَطَعْتُ أَعُوذُ بِكَ
مِنْ شَرِّ مَا صَنَعْتُ أَبُوءُ لَكَ بِنِعْمَتِكَ عَلَيَّ وَأَبُوءُ
بِذَنْبِي فَاغْفِرْ لِي فَإِنَّهُ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوبَ إِلَّا أَنْتَ۔

ایک اور کتاب میں حضرت شیخ جلال الدین سیوطیؒ جامع رسالہ ہذا سے
منقول ہے کہ فہم علم اور کثرت مال کے لئے ہر روز تین مرتبہ بعد نماز صبح کے یہ
استغفار پڑھ لیا کرے۔

اَسْتَغْفِرُ اللهَ الْعَظِيْمَ الَّذِيْ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ بَدِيْعُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا مِنْ جَمِيْعِ جُرْمِيْ وَاِسْرَافِيْ عَلٰى نَفْسِيْ وَاَتُوْبُ اِلَيْهِ۔

اور تحریر ہے کہ یہ عمل مجرب و صحیح ہے اور میرے شیخ المشائخ حضرت شیخ کلیم اللہ جہان آبادی قدس سرہ العزیز نے مرقع شریف میں تحریر فرمایا ہے کہ جو شخص دو ماہ تک بلاناغہ روز مرہ چار سو بار استغفار ذیل کا ورد کرے تو خدا تعالیٰ اس کو علم نافع یا مال کثیر دیوے۔ اور فرمایا کہ یہ عمل مجرب ہے۔ وہ استغفار یہ ہے۔

اَسْتَغْفِرُ اللهَ الَّذِيْ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ بَدِيْعُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ مِنْ جَمِيْعِ جُرْمِيْ وَظُلْمِيْ وَاِسْرَافِيْ عَلٰى نَفْسِيْ وَ اَتُوْبُ اِلَيْهِ.

اور یہ جو فرمایا ہے کہ علم نافع یا مال کثیر دیوے یہ عامل کی نیت پر منحصر ہے۔ اگر طالب علم ہے تو علم ملے گا اور جو طالب مال ہے تو مال ملے گا۔ کیونکہ انما الاعمال بالنیات

(۳) ابو عبیدہ فضائل قرآن میں اور حارث بن اسامہ و ابو لعیلی اپنی مشیخت میں اور ابن مردویہ اپنی تفسیر میں اور بیہقی شعب الایمان میں ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم فرماتے تھے کہ جس نے ہر شب سورہ واقعہ تلاوت کی اس کو فاقہ کبھی نہ ہو گا۔

(۴) ابن مردویہ نے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ سورہ واقعہ سورہ غنا یعنی دولت مندی کی سورہ ہے اس کو خود بھی پڑھو اور اپنی اولاد کو بھی سکھاؤ۔

ف...... واضح ہو کہ اس سورۃ میں درباره حصول غنا و تونگری اور دفع فقر و فاقہ کے عجیب اثر ہے اور اس کی تلاوت کے معین طریقے جو بزرگان دین سے منقول ہیں بہت سے ہیں۔ یہاں منجملہ ان قواعد کے چند قاعدے جو آسان

اور بزرگان دین کے مجرب ہیں تحریر کرتا ہوں تاکہ میرے دینی بھائی اس میں سے کسی کو عمل میں لا کر اپنے پیارے نبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے سچے ارشاد کے موافق فقر و فاقہ سے نجات حاصل کر کے غنی اور مالدار ہو جائیں۔

طریقہ اول .... ہر روز بلاناغہ بطریق مداومت بعد نماز مغرب کے سورہ واقعہ شریف کو ایک بار تلاوت کر لیا کرے انشاءاللہ اللہ تعالیٰ فقر و فاقہ سے محفوظ رہے گا۔

دوسرا طریقہ .... جو راقم اور اکثر احباب کا مجرب ہے یہ ہے کہ شروع چاند میں جمعرات کو بعد نماز مغرب کے سو بار یا اکیس یا گیارہ بار درود شریف پڑھ کر چھ مرتبہ سورہ واقعہ کی تلاوت کرے بعد ختم کے بدستور درود شریف پڑھ کے کھڑا ہو جائے۔ دوسرے روز بدستور بعد نماز مغرب کے پانچ بار پڑھے۔ اسی طرح دوسری جمعرات تک پانچ بار روزانہ پڑھتا رہے۔ جب دوسری جمعرات آئے تو سورہ شریف کو پانچ بار پڑھ کر دور کو ختم کرے۔ اور اول جمعرات سے اس وقت تک سورہ شریف کی تلاوت کا ثواب اپنے دل میں اللہ تعالیٰ کی نذر کرے۔ اس سے فارغ ہو کر اسی وقت پھر بدستور درود شریف کے بعد چھ بار سورہ شریف کی تلاوت کرے اور بعدہ روزمرہ بدستور تیسری جمعرات تک پانچ بار روزانہ پڑھتا رہے تیسری جمعرات کو پانچ بار پڑھ کر اس دوسرے ہفتہ کی تلاوت کا ثواب ہدیہ روح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کرکے پھر اسی وقت از سر نو چھ بار سورہ شریف کی تلاوت کرے اور بعدہ بدستور پانچ بار روزانہ چوتھی جمعرات تک پڑھتا رہے۔ چوتھی جمعرات کو سورہ شریف کو پانچ بار تلاوت کر کے اس تیسرے ہفتہ کی تلاوت کا ثواب جمیع ارواح مومنین اور مومنات کو ہدیہ کرے۔ پس عمل تمام ہوا اس کے بعد دوسرے روز سے برابر ہمیشہ سورہ شریف کو ایک بار روزانہ بعد نماز مغرب کے پڑھتا رہے انشاءاللہ کبھی فقر و فاقہ کی مصیبت میں مبتلا نہ ہوگا اور ہمیشہ دنیا میں فارغ البالی اور خوشحالی سے بسر کرے گا۔

تیسرا طریقہ .... اس لئے ہے کہ جب کوئی ضرورت شدید متعلق کشائش امور دنیوی کے پیش آوے تو غسل کر کے اور کپڑے پاکیزہ پہن کر ایک جلسہ میں نہایت خضوع و خشوع سے اس سورت کو اکتالیس بار تلاوت کرے انشاءاللہ بہت جلد وہ شدت دفع ہوگی۔ خصوصاً جب کہ وہ شدت متعلق رزق

کے ہو۔

یہ جس قدر لکھا گیا اس کا اثر تجربہ سے معلوم ہو گا۔ حل مشکلات کے لئے ازبس مفید ہے مگر ابنائے قوم کی توجہ درکار ہے۔ مسلمانوں کی ابتری کی یہی خاص وجہ ہے کہ وہ اپنے اصلی معالجوں کی طرف متوجہ نہیں ہوتے۔ ابن مردویہ کی

فائدہ

ابن مردویہ کی روایت میں حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی لئے کھول کر فرمادیا ہے کہ اپنی اولاد کو بھی سکھاؤ۔ تاکہ تعلیم کا سلسلہ چلتا رہے اور اس کی برکات قائم رہیں۔

(۵) طبرانی اوسط میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی زبانی بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو زمین پر اتارا تو وہ اٹھ کر (مقام) کعبہ میں آئے اور دو رکعت نماز پڑھ کر بالہام ایزدی اس دعا کو پڑھا پس اس وقت اللہ جل شانہ نے وحی بھیجی کہ اے آدم! میں نے تیری توبہ قبول کی اور تیرا گناہ معاف کیا اور تیرے علاوہ جو کوئی مجھ سے بذریعہ اس دعا کے دعا کرے گا تو میں اس کے بھی گناہ معاف کروں گا اور اس کی مہم کو فتح کروں گا اور شیاطین کو اس سے روکوں گا اور دنیا اس کے دروازہ پر ناک گھستی چلی آئے گی اگرچہ وہ اس کو نہ دیکھ سکے اور حدیث کی شاہد ایک اور حدیث بھی ہے جس کو [illegible]می نے بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ دعائے مذکور یہ ہے۔

اَللّٰهُمَّ اِنَّكَ تَعْلَمُ سَرِيْرَتِيْ وَعَلَانِيَتِيْ فَاقْبَلْ مَعْذِرَتِيْ وَتَعْلَمُ حَاجَتِيْ فَاَعْطِنِيْ سُؤَالِيْ وَتَعْلَمُ مَا فِيْ نَفْسِيْ فَاغْفِرْلِيْ ذَنْبِيْ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْئَلُكَ اِيْمَانًا يُّبَاشِرُ قَلْبِيْ وَيَقِيْنًا صَادِقًا حَتّٰى اَعْلَمَ اَنَّهٗ لَا يُصِيْبُنِيْ اِلَّا مَا كَتَبْتَ لِيْ وَرِضًى بِمَا قَسَمْتَ لِيْ ۔

ف۔ یہ مبارک دعا جس کے سبب سے ہمارے باپ حضرت آدم علیہ

السلام کی خطا معاف ہوئی ضرور قابل عمل ہے۔ کیونکہ محنت کچھ بھی نہیں اور فوائد نہایت اعلیٰ درجہ کے اس سے آسان اور کیا ترکیب ہوگی۔

(۶) ابو نعیم اور خطیب بروایت مالک اور دیلمی مسند الفردوس میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس شخص نے روزمرہ سو دفعہ کلمہ لا الہ الا اللہ الملک الحق المبین کو اپنا ورد بنا لیا تو دنیا میں بحالت زندگی اس کو محتاجی سے امن ملے گا اور (بعد مرگ) وحشت قبر سے دل نہ گھبرائے گا۔

ف۔ دنیا کی شدت اور فقر و فاقہ کو تو جانے دو مگر تھوڑی دیر کے واسطے ذرا قبر جیسی ڈراونی خواب گاہ کا خیال کرو کہ جس میں تم ایک
دن بیکسی اور بے بسی کی حالت میں سلا دیئے جاؤ گے اور
چاروں طرف سے وحشت و پریشانی تم کو گھیر لے گی کوئی آس ہو گا نہ پاس۔ تم
ہو گے اور تمہارے اعمال اور قبر کا کونہ تو کیا ایسے ڈھنڈار گھر اور ایسی پر وحشت جگہ کے مصائب سے بچنے کے لئے اس سے زیادہ آسان کوئی اور عمل ہو سکتا ہے اور اس میں بھی صرف یہی فائدہ نہیں بلکہ دنیا کے نقد مال کا بھی۔ لیکن اس پر بھی اگر تمہاری کم ہمتی تم کو کچھ نہ کرنے دے تو تمہاری قسمت۔

ایک اور طریقہ دنیوی فائدہ کے لئے جو نہایت مجرب اور بزرگان دین سے منقول ہے وہ یہ ہے کہ کلمہ مذکور یعنی لا الہ الا اللہ الحق المبین کو عقیق کے نگینہ پر کندہ کر کے نگینہ کو انگشتری نقرہ میں نصب کرا کے داہنے ہاتھ کی انگلی میں پہن لے انشاءاللہ تعالیٰ جب تک ہاتھ میں رہے گی، کبھی ہاتھ روپے سے خالی نہ رہے گا۔ اور اگر اس کے ساتھ ورد بھی رکھے تو پھر کیا کہنا نورٌ علیٰ نور۔

(۷) طبرانی حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ فرمایا حضرت سید العرب والعجم صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جو شخص قل ھو اللہ احد آخر تک پڑھ کر گھر میں داخل ہو گا تو فقر اس کے اور اس کے پڑوسیوں کے گھر سے دور ہو جائے گا۔

ف۔ واضح ہو کہ سورہ قل ھو اللہ احد کے فضائل میں بہت سی احادیث صحاح اور دیگر کتب حدیث میں وارد ہیں سب سے بڑی فضیلت اس سورہ شریف کی یہ ہے کہ یہ سورہ تہائی قرآن مجید کے برابر ہے۔ گویا جس شخص نے تین بار اس سورہ شریف کو تلاوت کیا تو گویا اس نے پورا قرآن مجید پڑھ لیا۔

دوئم یہ کہ اس کا قاری اکثر احادیث صحیح کے موافق مبشر بہ جنت ہے۔ مشائخین میں کشائش امور دینی و دنیاوی کے واسطے اس سورہ شریف کے پڑھنے کے بہت سے طریقے معمول ہیں۔ ان میں سے ایک طریقہ جو آسان اور نہایت مستند ہے اس جگہ تحریر کیا جاتا ہے وہ یہ ہے کہ جب انسان کسی بلا میں مبتلا ہو یا کوئی حاجت پیش آوے تو دفع بلا اور حصول حاجت کے واسطے مغرب و عشاء کے درمیان میں اس سورہ شریف کو روز مرہ ایک ہزار ایک بار تلاوت کر کے اپنے مطلب کی دعا کیا کرے انشاء اللہ چند روز میں اس کی مراد حاصل ہو گی۔

(۸) احمد بڑی پکی سند سے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول اگر میں اپنے ورد کا تمام وقت آپ کے درود میں صرف کروں (تو مجھے کیا ملے) آپؐ نے فرمایا کہ اس حالت میں اللہ تعالیٰ تیرے تمام دینی اور دنیاوی حاجات پوری کرے گا۔

ف۔ واضح ہو کہ یہ حدیث درود شریف کے فضائل کے متعلق ہے۔ فضائل درود میں اگرچہ بہت احادیث وارد ہیں مگر شیخ علیہ الرحمۃ نے صرف ایک حدیث پر کہ کشائش امور دنیوی کے متعلق وارد ہوئی ہے اکتفا کیا ہے۔ اب رہے صیغہائے درود' ان میں افضل صیغہ وہ ہے جو التحیات کے بعد ہر نماز میں پڑھا جاتا ہے۔ علاوہ اس کے دیگر صدہا قسمیں ہیں جو کتب احادیث اور معمولات بزرگان دین میں منقول ہیں۔ اگرچہ درود کی ہر قسم مطلب براری کے لئے کافی ہے مگر اس جگہ چند صیغے جو خصوصیت کے ساتھ دنیوی کشائش کے واسطے بزرگان دین سے منقول ہیں تحریر کئے جاتے ہیں۔

اول۔ منجملہ اقسام ہائے موصوف کے صلواۃ تنجینا ہے جو حل مشکلات اور دفع بلیات کے واسطے نہایت مجرب ہے طریقہ اس کا یہ ہے کہ روز مرہ بعد نماز عشاء کے ایک ہزار بار اگر نہ ہو سکے تو تین سو تیرہ بار اگر اس قدر بھی نہ ہو سکے تو ستر بار پڑھ لیا کرے۔ انشاء اللہ تعالیٰ کسی حاجت میں درماندہ نہ ہو گا۔ صلواۃ تنجینا یہ ہے۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ صَلٰوةً تُنَجِّيْنَا بِهَا مِنْ جَمِيْعِ الْاَهْوَالِ وَالْاٰفَاتِ وَتَقْضِيْ لَنَا بِهَا جَمِيْعَ

الْحَاجَاتِ وَتُطَهِّرُنَا بِهَا مِنْ جَمِيْعِ السَّيِّاٰتِ تَرْفَعُنَا بِهَا عِنْدَكَ اَعْلَى الدَّرَجَاتِ وَتُبَلِّغُنَا بِهَا اَقْصَى الْغَايَاتِ مِنْ جَمِيْعِ الْخَيْرَاتِ فِي الْحَيٰوةِ وَبَعْدَ الْمَمَاتِ اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ط

دوم۔ درود مختصر جو اکثر لوگوں کا معمول ہے یہ کہ ہر روز گیارہ سو بار ورنہ جس قدر ہو سکے ورد کرے انشاء اللہ تعالیٰ تمام حاجات پوری ہوں گی وہ یہ ہے

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ۔

غرضیکہ درود شریف ایک ایسی بے بہا نعمت ہے جو ہماری دینی و دنیاوی مہمات میں ہی کار آمد نہیں بلکہ اس کا ورد سنت الٰہی ہے یعنی خود خدا درود پڑھتا ہے۔ اسی لئے کلام پاک میں ہم پر درود پڑھنا واجب کیا گیا ہے۔

(۹) طبرانی نے اوسط میں بسند حسن حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعا پڑھتے تھے۔

اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ اَوْسَعَ رِزْقِكَ عَلَيَّ عِنْدَ كِبَرِ سِنِّيْ وَانْقِطَاعِ عُمْرِيْ۔

"اے پروردگار میرے بڑھاپے اور آخری وقت میں اپنے رزق کو مجھ پر فراخ کر دیجئو"

ف۔ سچ ہے انسان کو وسعت رزق کی زیادہ ضرورت بڑھاپے میں ہے جو لوگ بڑھاپے کی ناگفتہ بہ حالت سے واقف ہیں ان کو چاہئے کہ دعا اور محنت کے ذریعہ سے اپنے بڑھاپے کے وقت کے لئے سامان مہیا کر لیں۔

مزید وظائف واوراد فقیر کے رسالہ وسعت رزق کے وظیفے میں پڑھیئے۔

ھذا رقم آخر مارقمہ قلم الفقیر القادری ابی الصالح محمد فیض احمد اویسی رضوی غفرلہٗ

۱۳ ذیقعدہ ۱۳۹۸ھ بہاولپور پاکستان